Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۲۴۹/

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۔ ۸۔ جمادی الاول ۱۴۱۱ھ ، ۲۷۔ نبوت ۱۳۶۹ ہش ، ۲۷۔ نومبر ۱۹۹۰ء | نمبر ۲۱۸

ابتلاء میں اہل اللہ کا رویہ

"اہل اللہ کو ابتلاء اور رنگ میں دکھاتے ہیں۔ ان کی نیکیاں مخفی ہوتی ہیں۔ اور جب ابتلاء ان کو اچھالتے ہیں تو ان کی اپنی ساری محبتیں پیچھے رہ جاتی ہیں، ڈوبی ہوئی رہ جاتی ہیں، صرف خدا کی محبت کے ساتھ وہ چلتے ہیں اور خدا کی محبت کے ساتھ دنیا پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو خدا کبھی نہیں چھوڑتا۔ ہمیشہ ان کی حفاظت فرماتا ہے"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ہماری جماعت جو اس وقت چار لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے اگر اس میں سے صرف دس ہزار آدمی جو خواہ غریب کسان ہی ہوں اور اخلاص سے ضروریاتِ دینی کے واسطے اپنے نفس پر وہ اگر صرف ۸ (آنے) ماہوار ہی مقرر کر لیں اور التزام سے ماہوار اُدا کرتے رہیں تو پانچ ہزار روپیہ ماہوار کی کافی امداد دینی ضروریات کی انجام دہی کے واسطے پہنچ سکتی اور یہ اَمر جفاکش، محنتی اور دیانتدار واعظوں کے ذریعہ سے اچھی طرح سے پورا ہو سکتا ہے جو لوگوں کو دینی ضروریات سے آگاہ کرتے رہیں"۔

(ملفوظات جلد دہم صـــ ۱۵۸)

"ایک ڈپٹی صاحب تھے جن کو مدّت سے کیمیا کا شوق تھا اور اس میں بہت روپیہ ضائع کر چکے تھے۔ ایک دن ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہا کہ مَیں کیمیا بنانی جانتا ہوں مگر سامان وغیرہ کے لئے پانچ سَو روپیہ درکار ہے۔ وہ ڈپٹی صاحب نے فوراً دلوا دیا۔ روپیہ لے کر وہ شخص ایک پاس کی دکان میں بیٹھ گیا اور ڈپٹی صاحب کو کہلا بھیجا کہ روپیہ تو مَیں لے چکا اب جو مرضی ہو کرو۔ مَیں نہیں دیتا۔ لینا ہے تو عدالت میں نالش کرو۔ ڈپٹی صاحب اب ایسے بڑھاپے میں نالش کس طرح کرتے اور کرتے تو اپنی بے عزتی ہوتی۔ چُپ ہو رہے۔ غرض یہ سب بیہودہ ہے"۔

(ملفوظات جلد دہم صـــ ۱۶۵)

عشرہ وقف جدید

وقف جدید کا سال چونکہ دسمبر میں ختم ہوتا ہے اس لئے ۲۳، نومبر تا ۲، دسمبر عشرہ وقف جدید منایا جا رہا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ درج ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

○ تمام احباب جماعت بڑے، چھوٹے، مرد، عورتیں وقف جدید کے مالی جہاد میں شامل ہوں۔ آپ کے چندے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ مالی وسعتوں کے مطابق ہوں۔ کم نہ ہوں۔

○ وقف جدید کی ہر مد میں آپ کا چندہ گزشتہ سال سے نمایاں طور پر زیادہ ہو۔ جو دوست وعدہ وقف جدید نہیں کر سکے تھے وہ بھی ادائیگی کر کے اس تحریک کی برکتوں میں شامل ہو جائیں۔

○ مخیر احباب بطور معاونین خصوصی اس تحریک میں شمولیت فرمائیں۔ صف اول کے معاونین خصوصی -/۱۰۰۰ روپے یا اس سے زائد اور صف دوم کے ۵۰۰ روپے سے ۱۰۰۰ روپے تک ادا کرتے ہیں۔

○ اپنے تمام بچوں اور بچیوں کو وقف جدید کے دفتر اطفال میں شامل کریں۔ ننھے مجاہدین اور ننھی مجاہدات کے لئے خصوصی شرح ۱۰۰ روپے ہے۔

○ وقف جدید علاقہ نگر پارکر میں تعلیم و تربیت اور خدمت خلق کا خصوصی فریضہ بجا لا رہی ہے۔ اس مد کا نام "امداد مراکز نگر پارکر" ہے۔ احباب اس میں بھی حسب استطاعت ضرور شمولیت فرمائیں۔

مال اور جان ــ دونوں ــ خدا کی راہ میں خرچ کرو

اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے)

"صحابہؓ کی یہ حالت تھی کہ وہ اپنا مال و جان خدا تعالیٰ کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیتے تھے اور جنگوں کے وقت بھی وہ سب سے آگے دکھائی دیتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم اسی کو سب سے بہادر سمجھتے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ارد گرد رہا کرتا تھا اور ہمیشہ آپؐ کے پاس حضرت ابو بکرؓ رہتے تھے۔ بات یہ ہے کہ دشمن ہمیشہ یہی چاہتا ہے کہ پہلے جرنیل کو مارا جائے اور اسی جگہ دشمن کے زیادہ حملے ہوتے ہیں اور وہیں اس کا زیادہ زور ہوتا ہے۔ ان زبردست حملوں کو روکنے کے لئے بڑی بہادری کی ضرورت ہوتی ہے اور جرنیل کی حفاظت کرنے والا اور اس کے ارد گرد رہنے والا ہی ہمیشہ بہادر سمجھا جاتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمرؓ نے چاہا کہ ابو بکرؓ سے بڑھ جائیں اور جس قدر مال ان کے پاس آیا تھا اُس کا نصف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ بس اب مَیں ابو بکرؓ سے بڑھ گیا لیکن جس وقت حضرت ابو بکرؓ بھی جو کچھ کہ گھر میں موجود تھا لے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ سے پوچھا۔ عمرؓ تو نے اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا۔ یا رسول اللہ! نصف گھر چھوڑ آیا ہوں اور نصف حضور کے پاس لے آیا ہوں۔ ابو بکرؓ سے پوچھا کہ تم کیا لائے ہو؟ اور گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے تو آپ نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! جو کچھ گھر میں موجود تھا سب کچھ حضور کی خدمت میں حاضر ہے۔ ان دونوں روایتوں کو ملا کر معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے مال کے انفاق میں دوسرے لوگوں پر فوقیت رکھتا تھا اپنی جان کے انفاق میں بھی سب سے آگے تھا۔ الغرض ان لوگوں نے خدا کے لئے جان بھی خرچ کی اور مال بھی خرچ کیا۔ خدا کے راستے میں لڑے بھی۔ وہ صرف اس بات کو کافی نہ سمجھتے تھے کہ ہم نے روپیہ خرچ کر دیا یا صرف لڑائی کو ہی کافی سمجھتے۔ نہیں بلکہ وہ دونوں چیزوں کو خدا کے لئے خرچ کرنا ضروری سمجھتے تھے اسی لئے تو خدا تعالیٰ نے ان کو کامل مجاہد کہا اور اس آیت کا مصداق بنایا ہے۔ یہی وہ بات تھی جس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو رحمت اور نعمت کے درجات ملے۔ پس ہماری جماعت کو بھی ان دونوں باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ
پچاس پیسے

۲۷ ، نبوت ۱۳۶۹ ہش ۲۷ ، نومبر ۱۹۹۰ء

گناہ کی قسمیں

گناہ برائی کا نام ہے اور برائی جان بوجھ کر بھی کی جاتی ہے اور انجانے میں بھی ۔ جان بوجھ کر کی جائے تو زیادہ سزا کی مستحق بنا دیتی ہے اور انجانے میں کی جائے تو سزا کم تو ہو جاتی ہے لیکن سزا سے بالکل بچ جانے کا تصور قائم نہیں ہونا چاہیئے ۔ کہ چونکہ انجانے میں کی ہے اس لئے اسے نظر انداز کر دیا جائے ۔ برائی بہرحال برائی ہے اور کسی نہ کسی قدر تو اس کا نقصان اٹھانا ہی پڑتا ہے ۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں کہ گناہ ایک زہر ہے ۔ اگر گناہ کیا جائے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ زہر کھا لی گئی ۔ اور زہر کا نقصان تو ہوگا ہی ۔ چاہے جان بوجھ کر کھائی گئی ہو چاہے انجانے میں ۔ اگرچہ جیسا کہ حضور اقدس نے اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ گناہ اور زہر میں ایک فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ زہر تو کھائی گئی تو کھائی گئی لیکن گناہ کیا گیا تو اسکی معافی بھی طلب کی جا سکتی ہے توبہ کی جا سکتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات تواب ہے ۔ توبہ کو قبول کرتی ہے ۔ اسی لئے حدیث میں آتا ہے کہ گناہ کے توبہ کر لینے والا (وہ توبہ جو قبول ہو جائے) ایسا ہی ہے جیسے کہ وہ شخص جس نے گناہ کیا ہی نہیں ۔

سیدنا حضرت فضل عمر گناہ اور اسکی سزا کی وضاحت میں فرماتے ہیں

"ایک سزا بغاوت کی سزا ہوتی ہے اور ایک فعل کے نتیجہ میں سزا ملتی ہے ۔ اسلئے کہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا اسے نقصان نہیں پہنچے گا مگر اسلئے کہ جو اس نے غلطی کی ہے اس کا خمیازہ اٹھائے ۔ اسے تکلیف ہوگی اور غلطی کی وجہ سے چونکہ اس کے دل پر زنگ لگ گیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کا علاج کیا جائے ۔ یہ ایک قسم گناہوں اور گناہ کرنے والوں کی ہے ۔ دوسری قسم کے گناہ کرنیوالے ایسے ہوتے ہیں جو جان بوجھ کر بدی کرتے ہیں ۔ ان لوگوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں ۔ ۱۔ وہ جو گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جائے تو اقرار کر لیتے ہیں کہ واقعی ہم اس بدی کے مرتکب ہوتے ہیں مگر مجبور ہیں ۔ اور کمزوریوں کیوجہ سے اس فعل بد سے بچنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ ۲۔ وہ جو بدی کو بدی سمجھ کر کرتے ہیں اور پھر اس بدی کو نیکی ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ اس پر اصرار اور ضد کر کے اپنی خجالت اور شرمندگی کو مٹانا چاہتے ہیں ۔ اس قسم کے لوگ پہلی قسم کے لوگوں سے زیادہ ضرر رساں ہوتے ہیں"۔

یہ دوسری قسم کے لوگ زیادہ گرفت کے قابل ہوتے ہیں ۔ اگر ہم ان دونوں قسموں کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ان پر غور کریں تو یقیناً اول تو ہم کوشش کریں گے کہ گناہ سرزد ہی نہ ہو اور دوم یہ کوشش تو ضرور کریں گے کہ انجانے میں گناہ ہو جائے تو اس کا اقرار کر لیں ۔ اور اسکی معافی طلب کر لیں ۔ اللہ تعالیٰ کو تواب جانتے ہوئے اس سے توبہ کے طلبگار ہوں ۔ یہ بات ہی زندگی کو زیادہ بہتر بنا سکتی ہے ۔

جیت کر ہارے ہوؤں کو ساتھ لو
پیار کی مہکاؤ خوشبو چارسُو
یہ وطن سب کا ہے اور سب اس کے ہیں
اب اسی کے سامنے ہونا ہے سب کو سُرخرو

ابوالاقبال

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا منظوم کلام

جب دلِ صافی میں اترا عکس رُوئے یار کا
بن گیا وہ بہر عالم آئینہ ابصار کا
جس نے دیکھا اُس کو اپنی ہی جھلک آئی نظر
مُدتوں جھگڑا چلا دنیا میں "نور و نار" کا
خُوب بھڑکی آگ عالم بن گیا "دارالفساد"
ابتدا سے کام ہے "ہیزم کشی" اشرار کا
پر خدا سے ڈرنے والے کب ڈرے اغیار سے؟
بڑھ کے کب آگے قدم پیچھے ہٹا اخیار کا؟
سب سے افضل تھے مگر اصحاب ختم المرسلین
خلق میں کامل نمونہ عشق کے کردار کا
نرغۂ اعداء میں گِھر کر بھی نہ "ڈر" جانا کبھی
خواہشِ اعلائے حق تھی شوق تھا دیدار کا
کر دِئے سینے سپر مرتے گئے بڑھتے گئے
مُنہ پھرایا کُفر کے ہر لشکرِ جرّار کا
آسماں شاہد ہے ہاں اب تک زمیں کو یاد ہے
کانپ جانا نعرۂ تکبیر سے کفّار کا
عِشق میں تحلیل رُوحیں چُور زخموں سے بدن
سایۂ شمشیر میں پیغام دینا یار کا
ابرِ رحمت ہو کے جب سارے جہاں پہ چھا چکے
کہہ دیا شیطاں نے ہنس کر "زور تھا تلوار کا"

حکم فرمایا "قلم تھامے ہوئے میداں میں آ"
صفحۂ قرطاس سے ردّ کر عدُو کے وار کا
پھینک کر شمشیر و خنجر آج دنیا کو دکھا
جذبِ صادق رعبِ ایماں عاشقانِ زار کا
"گالیاں کھا کر دُعا دو پا کے دُکھ آرام دو"
روز دل پر تیر کھاؤ حُکم ہے دلدار کا
ایک دن تو سب نے مرنا ہے یہ کچھ مشکل نہیں
دِن میں سَو سَو بار مرنا کام ہے ابرار کا
نوکِ خامہ سے سلجھتی گتھیاں دیکھا کئے
خوب تار و پود بگڑا دجل کی سرکار کا
جھُوٹ کے منہ سے اترنے جب لگی پھٹ کر نقاب
ہو گیا دشوار سینا اُس کے اِک اِک تار کا
حق و باطل میں کرے گی چشمِ بینا امتیاز
ہو گیا آخر نمایاں فرق "نور و نار" کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون۔ سین

اسرائیل پر امریکہ کی تنقید

دُنیا بھر میں تبدیلی کی ہوائیں چل رہی ہیں۔ اور ان میں سے بعض خاصی خوش آئند بھی ہیں مثلاً اسوقت امریکہ جو ہمیشہ سے اسرائیل کا حلیف رہا ہے اسرائیل کی بعض باتوں کو تنقیدی نظر سے دیکھ کر کھلم کھلا اسرائیل کی مذمت کر رہا ہے۔

گذشتہ دنوں اسرائیل نے تین فلسطینی رہنماؤں کو بغیر کوئی وجہ بتائے گرفتار کر لیا اور قید میں ڈال دیا۔ یہ تین افراد رچرڈ بوشر کے مطابق رلوان البو عیاش، زیدہ البو زیادہ، اور ڈاکٹر احمد یز بجی ہیں جنہیں گرفتار کر کے بغیر کوئی وجہ بتائے جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ گذشتہ ماہ یروشلم میں اٹھارہ بیس فلسطینیوں کی ہلاکت کے بعد جو ربر یہودی تشدد شروع ہوا ہے اسی کا یہ بھی ایک نتیجہ ہے کہ ان تین افراد کو جو صحافی ہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ امریکہ کے نمائندے نے کہا کہ ہم ایک لمبے عرصے سے اسرائیل کو یہ سمجھا رہے ہیں کہ وہ بغیر جرم بتائے کسی کو گرفتار نہ کرے بلکہ ہر وہ شخص جسے گرفتار کیا جائے اسے موقعہ دیا جانا چاہیئے کہ وہ اپنی صفائی پیش کرے اور ہم ایسا اسلئے کر رہے ہیں کہ یہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اور ہر اس شخص کو جسے کسی جرم کے شک میں پکڑا جاتا ہے۔ ملنا چاہیئے۔ اسرائیلیوں نے اسکے جواب میں صرف اتنا کہا ہے کہ یہ تین اشخاص جن کو گرفتار کیا گیا ہے انہوں نے اسرائیلی مخالفت کی آگ کو بھڑکایا ہے اور فلسطینیوں کو اسرائیلیوں پر حملے کرنے پر اکسایا ہے۔ فلسطینیوں کی یہ کیفیت ہے کہ انہوں نے گذشتہ روز فلسطینی ریاست کی دوسری سالگرہ کے موقعہ پر خوب خوب خوشی کا اظہار کیا۔ پٹاخے بھی چلائے اور پریڈ بھی کی بالکل اسی طرح جسطرح کہ اسرائیلی فوجی کرتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اسرائیلی حکومت کی ممانعت کے باوجود کیا گیا۔ یروشلم سے جو خبریں ملیں ان میں بتایا گیا ہے کہ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں فلسطینی نوجوانوں نے فوجی طریق پر پریڈیں کیں اور فلسطین کا جھنڈا لہرایا۔ اور اس موقع پر انہوں نے بچوں میں مٹھائی بھی تقسیم کی۔ یہ صرف کسی ایک شہر میں نہیں ہوا بلکہ گاؤں گاؤں میں فلسطینیوں نے اپنی اس خوشی کا اظہار کیا۔ بڑی بڑی روشنیاں جلا کر انہوں نے فلسطینی ریاست کی دوسری سالگرہ کا خیر مقدم کیا اس موقع پر بہت سے غبارے بھی چھتوں پر سے اڑائے گئے۔

اس میں کیا شک ہے کہ فلسطینیوں کے لئے سب سے زیادہ خوشی کی بات یہی ہے کہ ان کی اپنی ریاست صحیح معنوں میں قائم ہو جائے آج سے دو سال قبل فلسطینی ریاست کے قیام کا اعلان کیا گیا تھا اور اب اسکی دوسری سالگرہ منائی گئی ہے۔

خلائی جاسوس

کیپ کینورل سے خبر ملی ہے کہ امریکہ نے چند روز ہوئے عراق کی جاسوسی کرنے کے لئے ایک شٹل جسکا نام اٹلانٹس ہے۔ خلاء میں چھوڑا ہے۔ یہ شٹل فوجی انتظامات کے ماتحت عراق سے متعلق معلومات بہم پہنچائے گا۔ جب یہ شٹل چھوڑا گیا تو اسکے پیچھے سات ہزار فٹ کا ایک شعلہ دکھائی دے رہا تھا۔ اور ماہرین نے بتایا کہ یہ نہایت صاف تصویریں دینے والا ثابت ہوگا۔ چھوڑے جانے کے دو منٹ بعد دو راکٹس جلے اور اٹلانٹک اوشن میں گر پڑے باقی تین انجنوں نے اسے چند ہی منٹوں میں مدار میں پہنچا دیا۔ جب اسے مدار میں پہنچایا جا رہا تھا۔ تو ہر قسم کے مواصلات کے نظام کو عارضی طور پر ختم کر دیا گیا تھا۔ اس شٹل کا کام چار دن میں مکمل ہوگا۔ اور ان چار دنوں کے لئے کوئی خبر کسی کو فراہم نہیں کی جائے گی۔ چونکہ اس پر بے انتہا خرچ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے منتظمین نے فیصلہ کیا ہے کہ جاسوسی کا یہ شٹل آخری ہوگا۔ اس سے پہلے ایک دفعہ گذشتہ مارچ میں بھی اس کو بروئے کار لایا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ اسے عراقی علاقے کے متعلق یہ معلومات فراہم ہو جائیں کہ کس کس جگہ ایسی تنصیبات موجود ہیں جو جنگ کے دوران عراق کی برتری ثابت کرنے میں ممد ثابت ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ کافی عرصہ پہلے عراق نے اعلان کیا تھا کہ بیرونی لوگ جو عراق میں موجود ہیں خاص طور پر امریکی اور یورپی لوگ انہیں ایسی جگہ پر رکھا جائے کا جہاں جنگی تنصیبات ہیں۔ تاکہ اگر جنگ کے دوران ان تنصیبات پر حملہ کیا جائے تو ان بیرونی ممالک کے باشندے بھی ان حملوں کا شکار ہوں۔ شاید اسی بات کے پیش نظر امریکہ اس ٹوہ میں ہے کہ اسے عراق کی تمام تنصیبات کے محل وقوع کا پوری طرح علم ہو جائے اور وہ یہ بھی جان لے کہ کون کون اور کتنے لوگ کن تنصیبات پر رکھے گئے ہیں۔ تاکہ تنصیبات کو تباہ کرنے کی صورت میں ان لوگوں کو بچانے کا انتظام کیا جا سکے۔

ہندوؤں کی درخواست

گذشتہ روز پنجاب اسمبلی میں ہندوؤں کے نمائندہ سیٹھ سورتا رام نے حکومت سے اپیل کی کہ وہ ہندوؤں کے جان و مال کے تحفظ کا پوری طرح انتظام کرے۔ ایک اخباری بیان میں سیٹھ سورتا رام نے کہا کہ سات نومبر کو رحیم یار خاں میں بابری مسجد کے سلسلے میں احتجاج کرنے کے لئے ایک جلوس نکالا گیا تھا۔ اس جلوس نے سیٹھ سورتا رام کے بیان کے مطابق ہندوؤں کی املاک کو نقصان پہنچایا۔ انہوں نے کہا کہ جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے۔ وہ ہمیشہ پاکستان کے وفادار رہے ہیں۔ اور ہمیشہ وفادار رہیں گے بیان میں مزید کہا گیا ہے کہ اقلیتوں کے جان و مال کی حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے۔ چاہے حکومت ہندوستان کی ہو یا پاکستان کی۔ اگر ہندوستان اپنا فرض پورا نہیں کر رہا جسکی وجہ سے مسلمان اقلیت کو وہاں مشکلات پیش آرہی ہیں تو پاکستان کو تو بہر حال اپنا فرض پورا کرنا چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ بھارت میں اقلیتوں کی جو پوزیشن ہے اسکے پیش نظر پاکستان میں بھی اقلیتوں کے جان و مال کو نقصان پہنچایا جائے۔ اور ایک طرح سے انہیں ہندوستان کے کئے کی سزا دی جائے۔ انہوں نے اس بات کی تلقین کی کہ اقلیتوں کے جان و مال کی پوری طرح حفاظت ہونی چاہیئے۔ انہوں نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا کہ جن لوگوں نے ہندوؤں کی جائیدادوں کو نقصان پہنچایا ہے ان کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی جائے۔ اور جو مجرم ثابت ہوں انہیں قرار واقعی سزا دی جائے۔

کمیونزم کی آخری ہچکی

کہاں وہ دن کہ سوویت یونین ساری دنیا کو اپنے نظریات کی آغوش میں لینے کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔ مختلف ممالک میں لوگوں کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں یہ باور کرانے میں مصروف تھیں کہ کمیونسٹ طریق زندگی ہی بہترین طریق زندگی ہے۔ اور خوشی اور خوشحالی صرف اور صرف اسی طریق زندگی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ کہاں اب یہ وقت آگیا ہے کہ سوویت یونین امداد کیلئے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہا ہے اور اپنی اقتصادی اور سیاسی بدحالی کا رونا کھلے بندوں رو رہا ہے۔ گذشتہ جمعہ صدر میخائل گورباچوف نے سوویت یونین کی اقتصادی بدحالی کا ذکر کرتے ہوئے ایک لمبی تقریر میں اس خیال کا اظہار کیا کہ سوویت یونین کو اگر اب بچایا نہ جا سکا تو پھر اسے کبھی بچایا نہ جا سکے گا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ تقریر کر رہے تھے تو ان کے چہرے پر افسردگی تھی۔ پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے وہ ان لوگوں کا مقابلہ کر رہے تھے جو کمیونزم کے زبردست حامی ہیں۔ دراصل کہتے ہیں کہ نئی پالیسیاں جو اب اختیار کی جا رہی ہیں ان سے ملک تباہ ہو رہا ہے۔ اور اگر ان پالیسیوں کو چلانے والے وزیراعظم نکولائی رزخوف سے استعفیٰ نہ دلوایا گیا تو ملکی حالات جلد جلد خراب تر ہوتی چلی جائے گی۔ اور دائیں بازو والے یہ کہتے ہیں کہ جتنی جلدی اور جتنی پر اثر اصلاحات ہونی چاہئیں ان سے میخائل گورباچوف گریز کر رہے ہیں میخائل گورباچوف نے کہا کہ ہم نے ایک لمبے عرصے تک دفاعی صورت حال میں کام کیا ہے لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہمیں نہایت پرجوش طریق سے برائیوں اور خامیوں پر حملہ کرنا چاہیئے۔

گوربا چوف دوسرے ممالک کا دورہ کر کے یورپین حفاظتی کمیٹی کی کانفرنس کے سلسلے میں اپنے خیالات سے انہیں واقف کرانا چاہتے ہیں۔ یہ تقریر جو انہوں نے پارلیمنٹ میں کی۔ یہ دراصل ان کے ڈپٹی ارکان کی خواہش پر تھی جو یہ چاہتے تھے کہ سوویت یونین کے اندرونی حالات جن سے بہت سے لوگ بے خبر ہیں۔ بیان کئے جائیں۔ کیونکہ ان حالات کے علم کے بغیر پارلیمنٹ قراردادوں پر قرارداد دیں تو پاس کر سکتی ہے۔ لیکن حالات کو بہتر بنانا اسکے لئے ممکن نہیں۔ دائیں اور بائیں بازو کے اراکین نے اس بات پر زور دیا کہ بگڑتے ہوئے حالات کو درست کرنے اور سلجھانے کی ضرورت ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس بات کا خطرہ ہے کہ سٹالن کے پیرو کار پوزیشن سنبھال لیں گے اور ملک پھر اسی راہ پر چل پڑے گا جس راہ پر سٹالن نے تشدد کے ذریعے چلایا تھا۔ اپنی تقریر میں میخائل گورباچوف نے یہ بھی کہا کہ ملک بھر میں خوراک کے سٹور خالی ہو چکے ہیں۔ باوجود اسکے کہ اس دفعہ فصلیں انتہائی اچھی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ خوراک کے علاوہ انسانی بنیادی ضروریات زندگی کی اشیاء بھی ناپید ہیں۔ وہ ان سب باتوں

باقی صٹ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

دیس کے اُس پار

کتاب کا نام۔ "دیس کے اُس پار"
مؤلفہ۔ ایس ایم شاہ
صفحات۔ ۲۶۵
قیمت۔ ۶۵/- روپے
اور ملنے کا پتہ
یاسر پبلشنگ ہاؤس ۲۳/۷
پام لائن راولپنڈی صدر

مؤلفہ نے اس کتاب کو جو ایک سفرنامہ ہے اپنی امی کے نام منسوب کیا ہے جن کے متعلق وہ کہتی ہیں کہ "جن کی ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں سے اب میں محروم ہو چکی ہوں مگر آج اس قابل ان کی تربیت اور دعاؤں سے ہوئی ہوں"۔ تاریخ وار یہ سفرنامہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ یورپی سفر اس کے بعد امریکہ میں۔ تیسرا حصہ دوبئی چلو۔

یورپی سفر کے متعلق آپ لکھتی ہیں۔

"آج ایک دیرینہ آرزو پوری ہو گئی۔ یعنی ۱۹۷۶ء میں جب میں انگلستان آئی تو یورپ جانے کی بہت کوشش کی مگر بعض نامعلوم وجوہات کی بناء پر یہ شوق پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ ہاں تو ایسا ہوا کہ کئی دنوں کی انتھک کوششوں کے نتیجے میں میں اور ہماری مانی صبح ساڑھے سات بجے کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے، خدا جانے سردی کی کپکپاہٹ تھی۔ یا پلیٹ فارم نمبر ۷ نہ ملنے کی گھبراہٹ تھی یا پھر ٹور نمبر ۲۱۳ شروع ہونے کی خوشی تھی یہ تو پتہ چل گیا کہ ہم یورپ کے ٹور پر جا رہے ہیں۔ جس کا نمبر ۲۱۳ ہے اور کمپنی کا نام گلوبل اور ہماری کوچ اوورلینڈ ہے۔ ہمیں آٹھ بجے وکٹوریہ سٹیشن پہنچنا تھا مگر خوش قسمتی سمجھئے یا بدقسمتی کہ حکم مانی بیگم صاحبہ کا چل رہا تھا اور انہوں نے آدھا گھنٹہ پہلے یہاں لا کر کھڑا کیا۔ جبکہ گلوبل والوں نے پہلے ہی ایک گھنٹہ کھڑا ہونے کی سزا کے بعد خوب گرم گرم نرم نرم خوبصورت گاڑی کے اندر بٹھا دیا گیا۔ سنا ہے کہ ہر دکھ کے بعد سکھ ضرور ملتا ہے تو آج ہم نے اس کہاوت کو خود آزما لیا۔"

یہ تو تھا ٹور کا آغاز اب اس یورپی ٹور کے اختتام کی بات سنئے۔ آپ لکھتی ہیں۔ "آج پھر سے بدھو گھر کو واپس جائیں گئے۔ افسوس یہ نہیں کہ ٹور ختم ہوگیا۔ رونا تو اس بات کا ہے کہ آج بھی روز کی طرح سوا آٹھ بجے بس نے آنا تھا۔ اور ہماری روانگی تھی۔ کچھ تھوڑا سا وقت مل جاتا تو کیا ہو جاتا۔ بہرحال آج بھی انہیں دنوں میں سے ایک دن ہے اور اس کی رپورٹ لکھ رہی ہوں۔ ساڑھے آٹھ بجے بس آگئی اور ہم اس میں سوار ہو گئے۔ پھر وہی لمبے لمبے برآمدے گزرتے ہوئے ہم لوگ اپنی فیری میں پہنچ گئے اور اس وقت ہمیں بڑی خوشی ہو رہی تھی۔ اور اس دفعہ بھی بڑی خوشی ہو رہی تھی۔ مزا آرہا تھا۔ کیونکہ آج بارش نہ ہو رہی تھی جس نے جاتے ہوئے مزا کرکرا کر دیا تھا"۔

امریکہ جاتے ہوئے آپ نے لکھا۔

"آج میں امریکہ جا رہی ہوں جہاں جانے کے لئے آج ہر شخص تن من دھن کی بازی لگانے کے لئے ہر دم کوشاں ہے میں تو کہوں گی دعائیں دو اپنے عظیم تاریخی جلسے کو جس نے آج یہ دن دکھایا ورنہ یہ گاڑی خریدنے کا پیسہ ایسے امریکہ کے پیٹ کا ایندھن بن جاتا کبھی نہیں مگر خدا نے خود ہی سوچ کا دھارا بدل دیا۔ ہم نے سوچا پیسہ تو ہاتھ کی میل ہے چل کر امریکہ کے گرم سرد پانی میں یہ میل دھو ڈالیں سو آج ہیتھرو ائیرپورٹ پر کھڑے ہیں۔

اور مزے کی بات یہ کہ میرا بیٹا میرے ساتھ جانے کے لئے سو فی صد تیار کھڑا ہے کہ میں خالہ کے ساتھ امریکہ جاؤں گا۔ سمجھایا۔ نہیں جا سکتے ہو۔ پاسپورٹ نہیں ہے۔ کپڑے نہیں لائے۔ کھلونے نہیں لائے تو پھر اسے احساس ہوا کہ میں نہیں جا سکتا اور ساتھ ہی اداس چہرہ موٹی موٹی آنکھوں میں آنسو۔ پتہ نہیں بعد میں اس چھوٹے سے دل پر کیا گزری ہوگی۔ کم از کم میں ضرور اداس ہو گئی"۔

امریکہ کے بعد دوبئی کا نمبر آتا ہے اس سفر کے آغاز پر آپ لکھتی ہیں۔

"دو مہینے کی انتھک کوششوں کے بعد آج مجھے یقین نہیں آرہا کہ میں دوبئی جا رہی ہوں۔ آپ کے دماغ میں بھی شاید میرے دوست و احباب کی طرح یہ خیال آرہا ہوگا کہ میں دوبئی کیا کرنے جا رہی ہوں جب میں بتاتی ہوں کہ سیر کرنے جا رہی ہوں تو لوگ یقین نہیں کرتے۔ ارے بھئی سیر کرنی ہے تو پوری دنیا چھوڑ کر ایک صرف دوبئی ہی کیوں۔ پھر لوگ قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ میں شاپنگ کرنے جا رہی ہوں۔ عقل مند لوگو! ٹھیک ٹھاک شاپنگ پاکستان میں بھی اس رقم سے کر سکتی ہوں جو میری کرایہ پر اٹھے گی بس اچانک ایک دن بیٹھے بیٹھے علی اعجاز کی طرح مجھے بھی سوجھی کہ دوبئی چلو۔ اعجاز جیسا مزاح تو میں پیدا نہیں کر سکوں گی مگر اپنی سیلانی طبیعت ضرور سیر ہو جائے گی۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ میں نوکری کی تلاش میں جا رہی ہوں۔ ارے بھئی۔ میں ایک عمر رسیدہ تجربہ کار نرس ہوں۔ بھلا مجھے پاکستان میں نوکری کی کیا کمی۔ اپنے ملک کی خدمت کو میں سب سے بڑی عبادت اور سعادت سمجھتی ہوں۔ خدا میری بہنوں کو قناعت پسند طبیعت عطا کرے اور وہ اپنے ملک کی آدھی کو پوری جانیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ بے شک حساب کتاب کر کے دیکھ لیں۔ جواب یہی آئے گا جو میں نے پہلے بتایا ہے۔

کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے اگر ہماری بات پر یقین نہ آئے تو جن لوگوں نے پہلے اسے اچھی طرح پڑھ کو پیش لفظ اور دیباچہ لکھے ہیں ان کی بات سن لیجئے ہم پیش لفظ اور دیباچہ دونوں آپ کی خدمت میں پیش کئے دیتے ہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں پیش کرنے کے بعد آپ سے گذارش کریں گے کہ آپ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ اس کی قیمت اور ملنے کا پتہ پہلے درج کیا جا چکا ہے۔

پیش لفظ

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ اردو ادب میں خواتین کا حصہ مرد حضرات کے مقابلے میں بہت کم ہے اور جو خال خال نام دکھائی دیتے ہیں ان کی نسبت بھی نثر کی بجائے شاعری سے زیادہ ہے یعنی خواتین نے اپنے مخصوص تہذیبی اور ثقافتی پس منظر کے باعث رمز و کنایہ اور اشاروں میں بات کہنے اور بیان کرنے کی روش کو اختیار کئے رکھا۔ یقیناً مشرقی اقدار اور سماجی اطوار کے باعث وہ اس واشگاف اور والہانہ انداز میں تو اظہار بیان نہیں کر سکیں جو مغرب کا طرۂ امتیاز ہے لیکن اس کے باوجود موضوعات تنوع اور اظہار کی ندرت نے ان (خواتین) کے مقام کو ادب میں نمایاں مقام دلایا۔ ہمارے ہاں جن خواتین نے شاعری کی بجائے نثر میں نمایاں مقام حاصل کیا ان میں قرۃ العین حیدر، عصمت چغتائی۔ واجدہ تبسم۔ خدیجہ مستور۔ ہاجرہ مسرور امرتا پریتم، صفیہ اختر اور بیگم ثاقبہ رحیم الدین کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ ان میں سے صرف امرتا پریتم نے جزوی طور پر سیر و سیاحت کے حوالے سے اپنے مشاہدات اور تاثرات کو ضبطِ تحریر میں لایا ہے۔ چنانچہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ سفرنامہ نگاری کے باب میں خواتین کا حصہ کچھ زیادہ نمایاں نہیں رہا۔

لیکن یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ پاکستان کی بیگم اختر ریاض الدین نے اپنے دو سفرناموں "دھنک پر قدم" اور "سات سمندر پار" کے باعث نہ صرف شہرت پائی بلکہ انہوں نے بلاشبہ اردو ادب میں گراں قدر اضافہ کیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیگم صاحبہ کے سفرناموں پر ایک ضمنی اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ان کے سفرناموں کی فضاء اور ماحول نہایت شاہانہ اور امیرانہ ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے گائیڈ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ فائیو سٹار ہوٹل کے یخ بستہ ماحول سے باہر آئیں۔ انہوں نے شوق آوارگی میں حد سے گزرنا مناسب تصور نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تحریر میں پرفیوم کی خوشبو اور لباسوں کے رنگ تو محسوس ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں سانسوں کی خوشبو اور چہروں کے رنگ قدرے ماند محسوس ہوتے ہیں۔

بہرحال اس سے قطع نظر جب میں نے محترمہ کرنل مسز ایس۔ ایم۔ شاہ کا سفرنامہ پڑھا۔ تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں مصنفہ کے ساتھ ساتھ سفر کر رہا ہوں یہ ان کی تحریر کا کمال ہی کہا جا سکتا ہے کہ ہر صفحے پر دلچسپی، جاذبیت اور انفرادیت کا گہرا تاثر موجود ہے یعنی جب ایک بار کتاب کو کسی صفحے سے بھی پڑھنا شروع کر دیا جائے اس کی پر اسرار دلچسپی اور تجسس قاری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے اور وہ بالکل غیر محسوس انداز میں کتاب کو پڑھتے ہی چلا جاتا ہے۔

کرنل صاحبہ نے اپنے مشاہدات کو اس قدر سچائی اور صاف گوئی کے ساتھ تحریر کیا ہے کہ عام طور پر اسے پڑھتے ہوئے قاری کو حیرت اور حیرانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ یہ وہ خصوصیت ہے جو اب ادب سے رفتہ رفتہ معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ اقدار کی بگاڑ نے معاشرتی سطح پر جو ہیجان انگیز کیفیت پیدا کر رکھی ہے۔ غالباً یہ اس کا منطقی نتیجہ ہے کہ آج کا اہلِ قلم اعتراضات سے گریزاں دکھائی دیتا ہے۔ فکری انتشار کی اس سے بڑھ کر مثال اور کیا ہوگی کہ بقول مصطفےٰ زیدی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(مرحوم) بلنڈجیت جاتا ہے اور شاعر کی غزل ہار جاتی ہے۔مادہ پرستی کا یہ رجحان اس قدر شدت اختیار کر گیا ہے کہ انسانوں کی پہچان اب ان کے حسب ونسب اور لیاقت کی بجائے محض دولت اور ظاہری شان بلکہ نمائشی آن بان سے ہونے لگی ہے ایسے میں ایک خاتون اہل قلم کا نہ صرف دوسروں بلکہ خود اپنی ذات، ماحول، مسائل اور گردوپیش کے بارے میں کسی احساس کمتری کا شکار ہوئے بغیر نہایت کھلے دل سے تلخ وشیریں سچائیوں کا اعتراف کرنا ایسی خوشگوار اور مسرت انگیز حقیقت ہے کہ اسے بلا شبہ اردو ادب کے عصری تناظر میں نیک فال قرار دیا جا سکتا ہے۔

یہاں میں ایک اور بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ محترمہ کرنل مسز ایس۔ایم۔شاہ نے اپنی صاف گوئی کے ساتھ ساتھ اپنی سادہ گوئی سے بھی بھرپور کام لیا ہے۔الفاظ کا چناؤ انتخاب اور نشست و برخاست پر ان کو اس قدر عبور حاصل ہے کہ بے ساختہ اس کی داد دینا پڑتی ہے۔مثلاً ایک جگہ وہ لکھتی ہیں

"وہاں پر دس گیارہ کالے بدمعاش جیسے لڑکے گاڑی سے اتر کر شور مچاتے ہوئے نکل رہے تھے۔اب میں سمجھی کہ آج ان کے ہاتھوں سے بچتی نظر نہیں آتی ہوں۔ انہیں میں دو لڑکیاں بھی تھیں۔کیوں تھیں؟ یہ تو آپ اس معاشرے سے پوچھئے۔میں نے شکر کیا اور ان سے فون کے متعلق پوچھ کر اور لاکھوں دعاؤں کے سائے میں فون کیا کیونکہ امریکہ کے فون کافی عجیب وغریب نوعیت کے ہیں۔زندہ خدا ہر آن اپنی موجودگی کا اعلان کرتا ہے۔پہلی دفعہ ہی فون آ گیا اور ایک سوئی ہوئی سی آواز نے جواب دیا۔تو ہم بھاگ میاں بیوی گاڑی لے کر بھاگے آئے اور میں اس رات خیریت سے ایک چھت تک جو میری پناہ گاہ تھی پہنچ گئی۔مگر دل و دماغ یقین نہ کر رہے تھے۔"

مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل اور باک نہیں ہے کہ محترمہ کرنل مسز ایس ایم شاہ کا یہ سفرنامہ ہر لحاظ سے پسند کیا جائے گا۔ اور جب کبھی بھی معاصر ادب کی تاریخ مرتب کی جائے گی تو سفرنامہ کے باب میں محترمہ مسز کرنل ایس۔ایم۔شاہ کا نام نہ صرف ایک خوشگوار اضافہ کے طور پر شامل کیا جائے گا بلکہ اس کو ایک معتبر حوالہ بھی تصور کیا جائے گا۔

مجھے کھلے دل سے اعتراف ہے کہ محدود وسائل کے باعث کتاب کی تزئین و آرائش اور پروڈکشن کو اس مقام پر لانے کی حسرت ہی رہی جو اس بھرپور اور تر و تازہ تحریر کا واقعی بجا طور پر حق تھا تاہم میں نے اس ضمن میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ ادارے کے جن ساتھیوں نے کتاب کی تیاری کے ضمن میں بھرپور کردار ادا کیا۔ان میں ناہید عمر اور شاہدہ کوثر کے نام قابل ذکر ہیں۔ان کی محنت لگن اور شوق سے ہی میرا یہ خیال اب یقین میں تبدیل ہو گیا ہے کہ معیاری اور خوبصورت کتابوں کی مدد سے آج کے قاری کو ادب کی طرف دوبارہ واپس لایا جا سکتا ہے۔

ذاکر حسین قریشی

راولپنڈی

۱۰ر جولائی ۱۹۸۸ء

دیباچہ

سفر کی کہانی بھی اتنی ہی پرانی ہے جتنی خود انسان کی کہانی۔قدرت نے انسانی فطرت میں ندرت اور جستجو کے جو عناصر جمع کر رکھے ہیں ان کے باعث سفر ایک طرح سے انسانی زندگی کا لازمی جزو بلکہ بنیادی جزو قرار دیا جا سکتا ہے اور اب جبکہ صدیوں کی محنت، ترقی، جدوجہد اور لگن کے بعد انسان نے عصر جدید میں یوں سانس لینا شروع کیا ہے کہ پوری دنیا ایک کنبہ کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور گلوب کو آنگن کی شکل میں دیکھا جا رہا ہے تو یقیناً اس کے پس منظر میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ساتھ ساتھ سفر اور مسافرت کا اہم کردار بھی شامل ہے۔

سفر کی بدولت ہی انسانی ترقی کے چرچے، مسائل کا احساس، حسن و جمال کے تذکرے، خوشحالی کے قصے ـــ غرض کہ ایک جگہ کی زندگی کے احوال دوسری جگہ پہنچے، نہ صرف پہنچے بلکہ ان کے اثرات بھی مرتب ہوئے یوں رفتہ رفتہ سفر نے معاشی مجبوریوں کے علاوہ سماجی اور ثقافتی سطح پر ایک منفرد مقام حاصل کر لیا یعنی ایک ایسا دور آیا جب تاجر نے سیاح کا درجہ حاصل کر لیا۔ہر سیاح آج کل عالمی برادری کے ایک فرد کی حیثیت سے یوں گھومتا پھرتا ہے کہ اگر وہ ناشتہ لندن میں، لنچ قاہرہ میں اور ڈنر اسلام آباد میں کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔اس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ سائنس نے انسانی جذبوں اور احساسات میں سے سب سے زیادہ اسی جذبہ یعنی مسافرت کی تسکین کی ہے اور جواباً اس احساس مسافرت نے سائنس اور ٹیکنالوجی کو نئی جہتوں سے روشناس کرایا۔

دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا ادب ہو گا جس میں اہل قلم نے اس "احساس مسافرت" کا بھرپور اور خوبصورت اظہار نہ کیا ہو۔چنانچہ اب عالمی ادب میں سفرنامہ کو ایک ایسی صنف ادب کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے جو ہر طرح کے قاری کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بنی رہتی ہے۔یوں تو انگریزی اور فرانسیسی میں سفرنامہ تاریخ کے روایتوں کے تسلسل کو سمجھنے اور سمجھانے میں خاصی مدد دیتا ہے۔مگر دنیائے عرب میں ابن بطوطہ کا حوالہ بھی ایسا معتبر اور اہم ہے جس نے ماضی کے مشکل اور دشوار گزار زمانوں میں دنیا کو قریب لانے اور انسانی جذبوں کو جغرافیائی فاصلوں پر حاوی کرنے کے لئے اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ نذر سفر کر دیا تھا۔آج بھی ہم اس گزرے وقت کے مزاج کو پرکھنے اور جاننے کے لئے ابن بطوطہ کے تاثرات سے ہی استفادہ کرتے ہیں

اس حقیقت کو خوش آئند ہی کہا جا سکتا ہے کہ گذشتہ نصف صدی کے دوران میں اردو ادب میں سفرنامہ کی صنعت نے خاصی ترقی کی ہے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں انگریز سامراج کے خلاف جدوجہد کے دوران ایک غیر محسوس لیکن انتہائی اثر انگیز کردار ان تحریروں اور تاثرات نے بھی ادا کیا جو سمندر پار جانے والوں نے اپنی ذات کے حوالے سے واپسی پر پیش کیں۔آزادی کے بعد وطن عزیز کے بسنے والوں میں "احساس مسافرت" نے ایک نئی کروٹ لی اور پھر ۶۰ اور ۷۰ کے عشروں میں ایک بڑی تعداد نے دنیا کے مختلف حصوں اور خطوں کا رخ کیا۔اگرچہ اس کے پیچھے معاشی اور اقتصادی محرکات بھی کارفرما تھے۔مگر ان میں سے چند ایک نے اس تجربہ اور واردات کو بعد ازاں تخلیقی سطح پر انتہائی فنکارانہ چابکدستی اور مہارت سے سپرد قلم کیا۔

وطن عزیز میں اب تک سفرنامہ کی صنف کو تازگی اور حسن بخشنے میں جن اہل قلم نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ان میں بیگم اختر ریاض الدین، مستنصر حسین تارڑ، وجاہت حسین، حکیم سعید، اے حمید، عطاء الحق قاسمی، محمود شام، ممتاز مفتی، منو بھائی، بشریٰ رحمان اور مولانا کوثر نیازی کے نام قابل ذکر ہیں۔بلکہ یوں کہا جانا چاہیئے کہ ان لوگوں سے حوصلہ افزائی پا کر اب ایک بڑی تعداد نے اس سمت سفر شروع کر دیا ہے جو کامیابی سے جاری ہے۔

کرنل محترمہ مسز ایس ایم شاہ کا شمار بھی ان اہل قلم میں کیا جا سکتا ہے جو اپنی تخلیقی اور ادبی صلاحیتوں سے سفرنامہ کی صنف کو مزید خوبصورت، معتبر اور گراں قدر بنانے کیلئے کوشاں ہیں۔اگرچہ یہ ان کا پہلا سفرنامہ ہے اور اس کو ان کی پہلی ادبی تخلیق بھی کہا جا سکتا ہے لیکن اس کو پڑھنے کے بعد جو مجموعی تاثر ابھرتا ہے اس میں ان عناصر کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

- صاف گوئی
- عمیق مشاہدہ
- منظر کشی
- حس ظرافت

انہوں نے کم و بیش سات ملکوں کی سیر کی۔لیکن وہ جہاں بھی گئیں، ایک لمحہ کے لئے ان کی نگاہ پاک سرزمین سے نہیں ہٹی۔انہوں نے خوبصورت سڑکوں، شاداب میدانوں، گھنے جنگلوں، پرسکون پارکوں، صاف ستھری عمارتوں، دولتمند شہروں اور بظاہر جنت نظیر ماحول میں بھی اپنے یہاں کی زندگی، ماحول، عوام اور اقدار کو فراموش نہیں کیا۔اور جو کچھ دیکھا اسے جوں کا توں بیان کر دیا۔اگرچہ انہوں نے انگریزی محاورہ WHEN IN ROME, DO AS ROMANS DO پر پورا پورا عمل کیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے اندر کی عورت اور نسوانیت کو انا پرستی کی نذر نہیں ہونے دیا وہ نہایت صاف گوئی کے ساتھ ایک جگہ موٹی انگریز عورتوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتی ہیں

"مجھے خود موٹا ہونا پسند ہے مگر میں دوسری عورتوں کو موٹا نہیں دیکھ سکتی۔"

اسی طرح انہوں نے دیار غیر کے ایک بدنام بازار کی سیر کرنے کے بعد لکھا ہے:

"ان میں بیشتر عورتیں موٹی تازی تھیں۔ بالکل بھینسوں کی طرح ـــ لہذا میرے خیال میں اس بازار کو ہیرا منڈی نہیں بلکہ بھینسوں کی منڈی کہا جانا چاہیئے"۔

یقیناً میری طرح بے شمار دوسرے قارئین بھی مسز کرنل ایس ایم شاہ کی شخصیت کے مزید گرویدہ اور مداح ہو جائیں گے۔جب وہ پڑھیں گے کہ ہیرا منڈی کی سیر کے بعد وہ (مصنفہ) واپس آ گئیں اور نماز پڑھ کر سو گئیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محترمہ مسز کرنل ایس۔ایم۔شاہ کو قدرت نے نہ صرف گہری نظر سے نوازا ہے بلکہ اس کے اظہار کا سلیقہ اور بیان کا قرینہ بھی عطا کیا ہے چنانچہ ایسی مثالیں جا بجا ملتی ہیں کہ وہ قاری کو اپنے لفظوں کی مدد سے کسی منظر میں گم کر دیتی ہیں وہ صفحہ کے کینوس پر لفظوں کے رنگوں سے ہر منظر کو گویا PAINT کرتی محسوس ہوتی ہیں۔ایسی خوبصورت جزئیات اور پر معنی لمحوں کو وہ کسی طور بھی بیان کی گرفت سے آزاد نہیں ہونے دیتیں جو ان کی قوت مشاہدہ کے زیر اثر آ جائے وہ صحرا کی خاموشی اور وسعت کو بھی اتنی ہی خوبصورتی اور اعتماد کے ساتھ بیان کرتی ہیں جیسے ہالینڈ میں ٹیولپ (TULIP) کے پھولوں کے

باقی ص۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثریا بشیر ۔ ایم ۔ اے
ربوہ

امن و آشتی کی فضا

ہمارے دیہاتوں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص کی زمین اور دوسرے شخص کی زمین کے درمیان جو حد بندی ہوتی ہے جسے پنجابی میں "بنہ" کہتے ہیں کئی لوگ اس بنے کو اپنی زمین کے قطعہ کی طرف سے کاٹ کاٹ کر اسے ایک باریک سی لائن بنا دیتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے وہ ایسا کس لئے کرتے ہیں؟ وہ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ دوسرے شخص کی زمین میں اس بنے (حد بندی) کے ساتھ کوئی درخت ہے تو وہ چاہتے ہیں کہ یہ بنہ گرتے گرتے اپنی حدود سے تجاوز کر جائے گا۔ اور اس طرح وہ درخت بنے کے درمیان آجائے گا۔ اور اس درخت پر ان کا بھی نصف حصہ بن جائے گا۔ بعض اوقات تو دیکھا گیا ہے کہ وہ اس حد بندی کو کاٹ کاٹ کر اس قدر دوسرے شخص کی زمین کا قطعہ اپنی زمین میں ملا لیتے ہیں کہ اس درخت کو عام نظر سے دیکھا جائے یعنی بغیر زمین کی پیمائش کئے تو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعی دوسرے شخص کی زمین میں ہے۔

انہیں باتوں پر اکثر و بیشتر لڑائیاں ہوتی ہیں اور یہی لڑائیاں بعض اوقات کئی کئی نسلوں تک چلتی رہتی ہیں۔ دیہاتی لوگ اس بات کو سمجھتے ہی نہیں کہ ہم یہ غلط روش اپنائے ہوئے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے آخری خطبہ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ "کسی شخص کا مال دوسرے شخص پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ وہ اپنی مرضی سے یا اپنے ہاتھ سے نہ دے۔"

حضرت محمد صلعم کی اس بات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ہم لوگ اس فرمانِ رسول پر کس حد تک عمل کر رہے ہیں اس دنیا میں بڑے بڑے بادشاہ، کروڑ پتی، بزرگ، ولی آئے اور بالآخر اس دارِ فانی سے عدم کو کوچ کر گئے۔ ہماری تاریخ میں سکندر اعظم کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ ایک بہت بڑا بہادر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے پاس دولت کی ریل پیل تھی اس بادشاہ نے مرنے سے قبل یہ وصیت کی کہ جب وہ مر جائے تو اس کے دونوں ہاتھوں کو چارپائی سے باہر نکال دیا جائے اور اسی حالت میں قبرستان کی طرف اس کو لے جایا جائے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ اس عظیم بادشاہ نے ایسا کرنے کو کیوں کہا تھا۔ اس نے یہ وصیت اس لئے کی تھی کہ لوگوں کو یہ باور ہو جائے کہ میں کتنا بڑا بادشاہ تھا اور آج جب میں اس دارِ فانی کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر جا رہا ہوں تو میرے دونوں ہاتھ خالی ہیں۔ یعنی میں اس دنیا کی دولت، شہرت، جاہ و حشمت سب کو چھوڑ کر خالی دامن جا رہا ہوں۔ اس عظیم بادشاہ کی اس بات کا مطلب یہ تھا کہ اس دنیا کی عزت، شہرت، مال و زر یہ سب فانی چیزیں ہیں اور یہ دنیاوی جاہ و جلال انسان کے کام نہیں آتا۔ بلکہ اصل انسانی دولت تو اس کی عبادت و ریاضت اس کے اعمالِ صالحہ ہیں جو اس کو مرنے کے بعد بھی فائدہ دیتے ہیں۔

دنیا کی آرائش و زیبائش تو اک سراب ہے۔ اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ یہ دنیا کی سب چیزیں فانی ہیں اور یہ انسان کو دنیا میں ہی فائدہ دے سکتی ہیں۔ آخرت میں نہیں۔ اس کے باوجود نہ جانے کیوں لوگ راتوں رات امیر بننے کے خواب دیکھتے ہیں اور خواب ہی نہیں بلکہ اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے ناجائز ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ لوگوں سے ان کے حقوق چھینتے ہیں۔ ان کی وراثت پر اپنی طاقت سے انکو ہراساں کر کے قبضہ جما لیتے ہیں اور یہی ہوس بعض اوقات بھائی کو بھائی کا اور بیٹے کو باپ کا دشمن بنا دیتی ہے اور آئے دن اخبارات و جرائد ایسے واقعات سے بھرے ہوتے ہیں۔ دولت حاصل کرنے کے واسطے سرِعام خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے اور ہر شخص دو اور دو پانچ کے چکر میں سرگرداں ہے۔ دانا کا قول ہے کہ تین چیزیں فتنے کی جڑ ہیں یعنی زن، زر، زمین، آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ واقعی یہ قول من وعن پورا ہوتا ہوا دکھائی دے رہا ہے۔

دیکھنا اس بات کو ہے کہ اگر اس دنیا کے مال و اسباب کا ہماری اخروی، دائمی زندگی سے کوئی ناطہ نہیں میرا مطلب ہے کہ اگر یہ سب چیزیں ہمیں دوزخ کی آگ سے نہیں بچا سکتیں تو پھر ہم ان کی پرستش کیوں کرتے ہیں۔ بلکہ ہمیں اس چیز کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی چاہیئے جو ہمیں جہنم سے بچائے اور اخروی دنیا میں ہماری سرخروئی کا سامان کرے۔ اگر ہم اس بات کو مطمحِ نظر بنالیں کہ ہم وہ کام بجالائیں گے جس سے ہمارا خدا خوش ہو تو پھر دیکھیں کہ ہمارے درمیان چپقلش۔ رنجش بازی۔ الزام تراشی اور جھگڑے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

حدیثِ نبوی ہے کہ "قیامت کے روز خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہوگا جو سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار ہوگا۔" یعنی جو شخص دنیا میں خدا تعالیٰ کے احکامات کی پیروی کرتا تھا۔ اس کے بندوں کے ساتھ بھلائی کرتا تھا، لڑائی جھگڑے کی نوبت کو ختم کرنے کیلئے جہاں تک ممکن ہوتا تھا۔ اپنے حقوق کو چھوڑ دیتا تھا اور ہر کام خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کرتا تھا نہ کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کے قرب میں ہوگا۔ جس کے پاس دنیا میں سینکڑوں ایکڑ اراضی تھی یا عالی شان بنگلہ تھا یا مال و دولت کی ریل پیل کی وجہ سے جس کو لوگ جھک جھک کر سلام کرتے تھے یا اس کے پاس نئے ماڈل کی کار تھی۔

اگر ہم لوگ ان باتوں کو اپنی عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھیں تو یہ دنیاوی جھنجھٹ، ناعاقبت اندیشی، باہمی تفرقات اور نفرت کی دیواریں جو ہماری اپنی ہی پیدا کردہ ہیں منہدم ہو سکتی ہیں اور ہمارے معاشرے اور ہمارے پیارے وطن پاکستان کی سرزمینِ عنبریں پر امن و آشتی کی فضا قائم و دائم ہو سکتی ہے۔

اے باری تعالیٰ ہمیں اپنے دلوں سے نفرتوں اور کدورتوں کو نکال باہر کرنے کی توفیق عطا کر اور ہمیں وسیع النظر، وسیع القلب اور وسیع الظرف بنا۔

اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

یاد رفتگان

کلیم اللہ خان

محترم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خان صاحب

ہمارے نہایت ہی پیارے بھائی اور بہت ہی قیمتی وجود عزیزم برادرم ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خان بی۔ ایس۔ سی آنرز ایم ایس سی پی۔ ایچ۔ ڈی ابن مکرم راجہ زین العابدین صاحب آف مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا حال محلہ دارالبرکات ربوہ بعمر ۴۸ سال مورخہ ۷، نومبر ۹۰ء ربوہ میں وفات پاگئے۔ ہم اللہ کے ہی ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے تدفین اسی روز بعد نماز مغرب عام قبرستان نمبرا، ربوہ میں ہوئی۔

ہمارے پیارے بھائی ان دنوں حیدرآباد سندھ میں شمسی توانائی کے مرکز واقع لطیف آباد میں تعینات تھے اور گذشتہ عیدالاضحیہ پر ربوہ اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زندگی کا غالباً آخری متحرک عمل قربانی کا بکرا ذبح کرانے کے بعد صاحبِ فراش ہو گئے اور تادمِ واپسیں بستر علالت سے نہ اٹھ سکے اور روز بروز زندگی کی توانائیوں سے محروم ہوتے گئے۔

تین چار ماہ کی شدید علالت۔ تکلیف اور علاج معالجہ کی صعوبتوں کے سامنے مردانہ وار سینہ سپر رہے اور کسی عزیز رشتہ دار پر اپنی مایوس کن حالت ظاہر نہیں ہوتے دی۔ لیکن بالآخر زندگی کی بازی ہار دی۔ اور ہم سب کو داغِ مفارقت دے گئے۔

اپنی اوائل عمری سے ہی خاندان۔ والدین اور بہن۔ بھائیوں سے۔ بوجہ حصولِ تعلیم اور ملازمت جُدا اور دوری پر رہے۔ میٹرک اور الیف۔ ایس سی تک تعلیم مرکز ربوہ میں بورڈنگ ہاؤس اور ہوسٹل وغیرہ میں رہ کر حاصل کی۔ جبکہ بی۔ ایس۔ سی آنرز اور ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری لاہور احمدیہ ہوسٹل میں قیام پذیر رہ کر حاصل کی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی لندن جا کر کی۔ ملازمت کا آغاز پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کی شاندار خدمات سے کیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نائیجیریا چلے گئے اور وہاں لیگوس یونیورسٹی میں تدریس کے فرائض انجام دیئے اور پھر وہاں کے ملکی بحران کی وجہ سے واپس پاکستان آگئے اور شمسی توانائی کے مرکز میں دوبارہ ملازمت کا آغاز کیا۔ مگر لطیف آباد (حیدرآباد) کے پرآشوب حالات کی وجہ سے یکسوئی نہ مل سکی۔ تعلیم کا حصول بھی بڑے نامساعد حالات اور ہماری طرف سے مکمل حوصلہ شکنی کے باوجود نظارت تعلیم اور کسی گمنام محسن کے تعاون سے بڑی جدوجہد اور محنت سے کیا۔ مگر افسوس ان کی تمام تر صلاحیتیں اور جدوجہد ان کو وہ کچھ نہ دے سکیں۔ جن کے وہ متمنی تھے۔

ہمارے پیارے بھائی قوم۔ ملک۔ جماعت خاندان اور بنی نوع انسان کے لئے پرخلوص اور دردمند دل رکھتے تھے اور مقدور بھر سعی و عمل کے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

اپنے پیچھے سوگوار بیوہ۔ دو بیٹیاں

باقی صٰ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز - ربوہ

مسل ۲۷۷۸۴ میں اُسوہ حسنہ زوجہ محمد داؤد پیشہ خانہ داری عمر 62 سال بیعت 1980ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 10/9/89 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اسوقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (۱) زیورات طلائی وزنی 9.450 گرام مالیتی 207.000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 30.000/- روپے ماہوار بصورت امداد مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ - اسوہ حسنہ زوجہ محمد داؤد انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ - R-A- RIZA ADISNDARMA ساکن انڈونیشیا گواہ شد نمبر۲ - انڈی ابراہیم انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۷۸۵ میں ایچ محمد حنیفی ایس ایم ولد MARAH عمر پیشہ تجارت عمر 52 سال ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25/1/89 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (۱) زمین اور بلڈنگ واقع جاکرتا مالیتی 1.804.000.000/- روپے (۲) زمین اور بلڈنگ واقع BOGOR مالیتی 375.000.000/- روپے - (۳) زمین اور بلڈنگ واقع CIKAMPEK مالیتی 387.000.000/- روپے (۴) زمین اور بلڈنگ واقع BANDUNG KRAWANG مالیتی 150.000.000/- روپے (۵) زمین اور بلڈنگ واقع LARE BON مالیتی 25.000.000/- روپے (۶) زمین اور بلڈنگ واقع LAMPUNG مالیتی 120.000.000/- روپے (۷) زمین اور بلڈنگ واقع GOMBONG مالیتی 21.000.000/- روپے (۸) ایک کار مرسڈیز مالیتی 40.000.000/- روپے (۹) چھ ٹرک مالیتی 24.000.000/- روپے (۱۰) گھڑی اور طلائی انگوٹھی مالیتی 10.000.000/- روپے

اس وقت مجھے مبلغ 3.500.000/- روپے ماہوار بصورت تجارت مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا، اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی - میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - العبد - ایچ محمد حنیفی ایس ایم انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ ENTJUKI DARSU انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۲ - محمود احمد الیس انڈونیشیا -

مسل ۲۷۷۸۶ میں MRS OON MARKONAH زوجہ قمر الدین پیشہ خانہ داری عمر 30 سال بیعت 21/4/74 ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 31/10/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زیورات طلائی وزنی 18 گرام مالیتی 180.000/- روپے (۲) زمین برقبہ 700 مربع گز واقع DESA SADSARI مالیتی 300.000/- روپے (۳) حق مہر 100.000/- روپے - میزان 580.000/- اس وقت مجھے مبلغ 10.000/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی - اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی - اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی - میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے - الامتہ - MRS OON MAR KONAH انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۱ - AHMAD SAHIDI انڈونیشیا - گواہ شد نمبر۲ KARMIN انڈونیشیا۔

مسل ۲۷۷۸۷ MRS ROCHATIN ATMANAH W/O DENNY ACHMAD THOFARID پیشہ ملازمت عمر 43 سال بیعت 1973ء ساکن انڈونیشیا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 21/8/88 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے - (۱) زمین برقبہ 700 مربع میٹر مالیتی 2.500.000/- روپے (۲) حق مہر 50.000/- روپے - اس وقت مجھے مبلغ 131.000/- روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں اور مبلغ 180.000/- روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے - میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ROCHATIN ATMANAH انڈونیشیا۔ گواہ شد نمبر۱ - DENNY ACHMAD THOFARID خاوند موصیہ - گواہ شد نمبر۲ SAPARDI انڈونیشیا -

نئی و پرانی امراض کے دیرینہ ماہر ہومیوپیتھک ڈاکٹر منصور احمد صاحب بھٹی یورپ سے تشریف لے آئے ہیں۔
منجانب: بھٹی ہومیوپیتھک کلینک رحمت بازار ربوہ

بقیہ: صفحہ ۶ سے آگے

اور ایک بیٹے کے علاوہ ضعیف والدین اور بہت سارے اعزہ چھوڑ گئے ہیں۔ جن کے لئے یہ صدمہ اور خلاء بڑا جانگداز ہے۔ مگر سب خدا تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہیں۔ احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جدا ہونے والے بھائی کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل اور اپنی رضا کی راہوں پر ثابت قدم رہنے کی توفیق دے۔

ہم سب بزرگوں۔ بھائی بہنوں اور دوستوں کے ممنون ہیں کہ انہوں نے ہم سے ہمدردی اور دلجوئی کا سلوک روا رکھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آخر میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ ہمارے بھائی کے ذمہ کسی کا کوئی لین دین باقی ہو تو وہ عاجز کو پتہ مندرجہ ذیل پر ضرور مطلع فرمائیں۔ شکریہ

کلیم اللہ خان
8/7، دار العلوم غربی ربوہ

آپ کا خط ملا

محترمہ امۃ الرشید صاحبہ اہلیہ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی فرماتی ہیں

خدا کے فضل سے الفضل آپ کی ایڈیٹری میں بہت معیاری ہو گیا ہے۔ جب تک اخبار پڑھ نہ لیا جائے چین نہیں آتا۔ میں آپ کے لئے اور دیگر عملہ کے لئے دعا کرتی رہتی ہوں میری صحت کچھ عرصہ سے خراب چلی آ رہی ہے۔ علاج کے لئے لاہور گئی ہوئی تھی کل ہی واپس ربوہ کوارٹر نمبر ۱۲۰، صدر انجمن احمدیہ میں پہنچ گئی ہوں۔ میری صحت کافی کمزور ہے۔ مگر ربوہ کی تڑپ مجھے واپس لے آئی ہے۔ میرے عزیز مجھے آنے نہیں دیتے تھے لیکن میں چاہتی تھی کہ جلد ربوہ مرکز پہنچوں۔ آپ کی وساطت سے میں سب احباب جماعت کی خدمت میں سلام عرض کرتی ہوں اور سب احباب سے دعا کی درخواست بھی۔ نیز مجھ سے جو بچیاں قرآن مجید پڑھا کرتی تھیں اُن سے میری درخواست ہے کہ قرآن مجید پڑھنے کیلئے آجایا کریں۔

میرے بھائی عبد المجید صاحب کا بیٹا زبیر احمد بھٹی اچانک بہت بیمار ہو گیا ہے۔ اس کو علاج کے لئے لندن لے جایا گیا ہے احباب سے اس کی صحت کے لئے خاص دعا کی درخواست ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: ص ۵ سے آگے

باغوں کے پراسرار حسن اور جاذب نظر منظر کو بیان کرتی ہیں۔

عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ سفرنامہ نگار یا تو نرگسیت کا شکار ہو جاتا ہے جس سے بلاشبہ اس کی تحریر میں بڑی حد تک یکسانیت کا عنصر غالب آجاتا ہے اور یا پھر وہ تلخ نوائی کا شکار ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ دونوں رویے ہی ادب کے نقطۂ نظر سے ناقابل ستائش ہیں اور نہ ہی اس سے ادب نوازوں کو کوئی دلچسپی ہے سفرنامہ میں جب تک غم جاناں کے ساتھ ساتھ غمِ دوراں نہیں ہوگا اور جب تک اس کی تہہ در تہہ معنویت سے یہ محسوس نہ ہو کہ میں نے یوں جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے۔ اس وقت تک نہ تو اسے قبولِ عام کی سند حاصل ہوگی اور نہ ہی اس کو تخلیقی سطح پر کوئی منفرد مقام میسر آسکے گا۔

محترمہ مسز کرنل ایس ایم شاہ کے سفرنامہ کا ایک اور پہلو جو قاری کو یقیناً متاثر کرتا ہے وہ ان کی زبان کی روانی اور سادگی ہے اور اس صفت کو ایک طرح سے بڑے ادب کی خصوصیت شمار کیا جاسکتا ہے۔ وہ ہر بات اور واقعہ۔ بلکہ یوں کہنا درست ہوگا کہ وہ ہر بات اور واقعہ کی جزویات کو ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ قاری کے سامنے ایک تصویر سی ابھرنے لگتی ہے۔ مثال کے لئے یہ ٹکڑا دیکھئے۔

"(شارجہ کانٹی نینٹل ہوٹل) یہ بہت بڑی عمارت تھی۔ یہ تقریباً چھ سات منزلہ اونچی عمارت تھی مگر خاص بات یہ تھی کہ جتنی اونچی تھی اتنی ہی چوڑی تھی اس لئے عام عمارتوں سے مختلف لگتی تھی۔ بناوٹ میں ایک منفرد انداز تھا۔ اندر داخل ہونے کے لئے دو مختلف سطحوں پر دروازے تھے۔ ایک منزل سے نیچے کی طرف اور دوسرا ایک چوڑی اونچی پل کی طرز پر بنی ہوئی سڑک کی طرف، اوپر کی منزل پر داخل ہونے کے لئے ہم لوگ نیچے سے داخل ہوئے تو ایسا محسوس ہوا کہ ہم کسی باغ میں آگئے ہیں۔ چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ، پھول، درخت، دیواروں پر لپٹی ہوئی بیلیں، ایک طرف آبشار گرنے کی آواز اور مہکی پھوار نے چونکا دیا۔ اتنی گرمی کے باوجود ٹھنڈک محسوس ہوئی مگر آبشار دکھائی نہ دیتی تھی۔ خوبصورت لکڑی کی دس پندرہ سیڑھیاں چڑھے تو نظارہ بدل گیا۔"

یقیناً اس قدر خوبصورت اور اثر انگیز منظر کشی وہ قلم کار کر سکتا ہے جس کا مشاہدہ اور نظر تیز ہو اور جسے زبان پر عبور حاصل ہو۔ اسی منظر کو جسے مسز کرنل ایس ایم شاہ نے نہایت آسان زبان میں بڑی سادگی مگر خوبصورتی سے بیان کر دیا ہے کسی ایسے پیچیدہ اور لچھے دار انداز میں بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ بظاہر اس میں لفاظی اور ڈکشن کا اچھوتا اسلوب دکھائی دے مگر ابلاغ کے نقطہ نظر سے یہ ایک مجرد تحریر ہو، یقیناً ایسی تحریر کو تجریدی ادب تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر ادب نہیں۔ یوں بھی جب تک کوئی تحریر دل کے تار نہ چھوئے اس وقت تک اس کو تخلیقی سطح پر ادب قرار نہیں دیا جا سکتا۔

میرے نزدیک اس سفرنامے کو پڑھنے والے یقیناً کرنل صاحبہ کی صاف گوئی اور شگفتہ مزاجی سے متاثر ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ ادبی اور تخلیقی سطح پر اس کو مقبولیت کی سند حاصل ہوگی سیر و سیاحت کا یہ مجموعہ اس لحاظ سے بھی قابل ذکر گردانا جائے گا کہ اس کی مدد سے قاری کو بیک وقت تقریباً سات ملکوں کی معاشرت، معیشت، ثقافت، آب و ہوا، ماحول اور طرز بود و باش کے بارے میں گراں قدر معلومات میسر آئیں گی۔ البتہ کتاب پڑھتے ہوئے کسی مقام پر بھی معلومات کا روکھا پن یا اعداد و شمار کی بھرمار اس کے مزاج کو مکدر نہیں کرے گی۔

یہ کتاب یقیناً مصنفہ کی پہلی کوشش ہونے کے باوجود نہ صرف عوام بلکہ خواص میں بھی مقبول ہوگی اور اس کی مدد سے یقیناً کئی ملکوں کے عوام ایک دوسرے کو سمجھنے اور پرکھنے میں بڑی حد تک کامیاب ہوں گے۔

سحر صدیقی

اسلام آباد

۹ جولائی ۱۹۸۸ء

بقیہ: ص ۳ سے آگے

کا ذمہ دار جسے چاہیں ٹھہرائیں۔ لیکن دنیا اس بات سے آگاہ ہو چکی ہے کہ کمیونزم میں جو خامیاں تھیں وہ اب کھل کر عملی صورت میں کمیونسٹوں کے سامنے آچکی ہیں اور جب تک کمیونزم کا خاتمہ کر کے کوئی اور بہتر نظام اپنایا نہیں جائے گا۔ سوویت یونین مستقل طور پر اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا۔

خبریں

ملکی خبریں

○ اسلام آباد میں خلیج میں متعین پاکستانی سفیروں کا اجلاس ہوا جس میں خلیج کی تازہ ترین صورت حال پر غور کیا گیا۔

○ الیکشن کمیشن ووٹوں کی دوبارہ گنتی کی بعض درخواستوں کی سماعت کرے گا۔ ان میں پشاور سے محترمہ بے نظیر کا حلقہ بھی شامل ہے

○ پیپلز پارٹی کے تمام اراکین اسمبلی نے اپنے استعفے بے نظیر بھٹو کے حوالے کر دیئے ہیں اگر انہیں نااہل قرار دیا گیا تو یہ تمام استعفے سپیکر کے حوالے کر دیئے جائیں گے

○ جھنگ میں دو مذہبی گروہوں کے درمیان تصادم کے نتیجے میں دو افراد ہلاک اور ۱۲ زخمی ہو گئے۔ مارکیٹیں اور بازار احتجاجاً بند ہو گئے۔ ٹریفک معطل ہو گئی۔ لوگ دوکانیں لوٹتے رہے۔

○ آزاد کشمیر کے وزیراعظم مسٹر ممتاز راٹھور نے پاکستان سے کہا ہے کہ وہ انہیں بھارت سے براہ راست نبٹنے کے لئے اجازت دے دے۔

○ دیہات میں کام کرنے والے ڈاکٹروں کو ان کی تنخواہ کے علاوہ ایک ہزار روپے زائد ملیں گے۔ لیڈی ڈاکٹروں کو ۱۲ سو روپے زیادہ ملیں گے۔ ہر ڈاکٹر کو دو سال دیہی علاقوں میں لازماً کام کرنا پڑے گا۔

غیر ملکی خبریں

○ پولینڈ کے صدارتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں کوئی بھی امیدوار مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں کر سکا۔ ٹریڈ یونین سالیڈیریٹی کے رہنما مسٹر لیخ ویلیسا ۴۰٪ ووٹ حاصل کر کے سرِفہرست رہے۔ دوسرا راؤنڈ دسمبر میں ہوگا۔

○ سوویت وزیرِ خارجہ نے چین کے وزیر خارجہ سے ملاقات کے بعد کہا کہ دونوں ملک خلیج کے تنازعے کا پرامن سیاسی حل چاہتے ہیں۔

○ امریکہ نے جمعرات کو سلامتی کونسل کا اجلاس بلانے کی باضابطہ درخواست کر دی ہے اس میں خلیج میں طاقت استعمال کرنے کے بارے میں امریکہ کی قرارداد پر بحث ہوگی۔ امریکی وزیرِ خارجہ نے کہا کہ ہم خلیج کا پرامن حل چاہتے ہیں۔ لیکن اب اس کی کوئی امید نظر نہیں آرہی۔ اس لئے ہمیں ممکنہ فوجی کارروائی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

○ عراق نے جرمنی کے ۱۲۵ باشندوں کو رہا کر دیا ہے۔

○ مقبوضہ کشمیر میں کشمیری حریت پسندوں کی جدوجہدِ آزادی کو کچلنے کیلئے ۵۰ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ حریت پسندوں نے مقبوضہ وادی میں بموں کے ۱۱ دھماکے کئے اور آتش زدگی کے دو واقعات ہو گئے۔ سری نگر کالج کے سینکڑوں طلباء نے احتجاجی مظاہرہ کیا اور کہا کہ بھارتیوں نے حالیہ مہینوں میں کئی سکول اور کالجوں کی عمارات کو آگ لگا دی ہے۔

○ بھارتی پنجاب میں علیحدگی پسند سکوٹر سوار سکھوں نے جالندھر کے بازار میں اندھا دھند فائرنگ کر کے ۷ افراد کو ہلاک کر دیا۔ دیگر واقعات میں ہلاک ہونے والوں کو شامل کر کے کل ۱۶ افراد کو سکھوں نے ہلاک کر دیا۔

ضرورت ہے

کم از کم میٹرک پاس ایسے محنتی افراد جو ادویات کی سیل اور بکنگ کے کام کو سنجیدگی کے ساتھ بطور پیشہ اپنانا چاہتے ہوں، معاوضہ انتہائی معقول، اپنی درخواستیں صدر صاحب محلہ یا امیر جماعت صاحب کی تصدیق کے ساتھ مندرجہ ذیل پتہ پر بھجوائیں۔ یا خود انٹرویو کے لئے تشریف لائیں۔

مینجر کیور ایڈ میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی

گولبازار۔ ربوہ

فون نمبر: ۷۷۱ ، ۶۰۶